طیبۃ العلماء
الجامعۃ الامجدیۃ الرضویۃ
بغوسی، من مدیریۃ مئو، الولایۃ الشمالیۃ (الھند)



Mob. 9415250600
Mob. 9161277238

T. O. JAMIA AMJADIA RIZVIA P.O. GHOSI - 275304, Distt. MAU (U.P.) INDIA

Ref. No.........................

Date 28/05/2021

باب رویت ہلال میں قواعد علم فلکیات معتبر یا غیر معتبر؟؟؟

فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں

شریعت مطہرہ میں اہل ہیئت کی بات کا کچھ اعتبار نہیں، اگرچہ عادل ہوں!!!

از: ابو یوسف محمد قادری ازہری
خادم طیبۃ العلماء، جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی
رکن شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

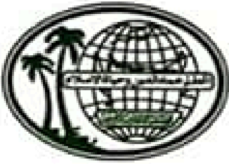
حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ آپ کے استاذ ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے اعلیٰ حضرت سے کوئی کتاب تو نہیں پڑھی مگر سارا علم آپ کی بارگاہ سے ملا''۔ اسی صدر الشریعہ نے اپنا سارا علم ہندو پاک کی دو عظیم شخصیات کو پلا دیا، ایک حضور حافظ ملت اور دوسرے محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد علیہما الرحمہ۔ صدر الشریعہ کے علمی جانشین حافظ ملت صدر الشریعہ کے جانشین محدث کبیر کو لے کر صدر الشریعہ کی مزار پاک پر حاضر ہو کر بارگاہِ صدر الشریعہ میں عرض کرتے ہیں: ''حضور! آپ نے جو کچھ مجھے عطا فرمایا، میں نے وہ سب کچھ مولوی ضیاء المصطفیٰ کو دے دیا''۔

حضور محدث کبیر مدظلہ العالی ارشاد فرماتے ہیں: ایک بار میں نے بارگاہِ سیدنا مفتی اعظم رضی اللہ عنہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: حضور! آپ مجھے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا علمی تبرک عطا فرما دیں، تو مفتی اعظم رضی اللہ عنہ نے محدث کبیر مدظلہ العالی کی اس خواہش کو پوری کی۔

اسی محدث کبیر نے اس سال رمضان المبارک کی ۲۹ ر تاریخ کو عادل اور ثقہ گواہان کی گواہی کو قبول کرتے ہوئے ہلال شوال المکرم ۱۴۴۲ھ کی رویت کا فیصلہ صادر فرمایا۔ یہ فیصلہ آتے ہی سوشل میڈیا پر ایک ہنگامۂ بدتمیزی برپا کیا گیا۔ کسی نے مسائل شرعیہ کی مستند کتاب فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت کی روشنی میں اس فیصلہ کو غلط قرار دیا، تو کسی نے علمِ فلکیات اور علمِ ہیئت کے قواعد کی روشنی میں اس فیصلہ کو غلط قرار دیا۔ لیکن جب اہل علم نے معترضین کے حوالہ جات کو مذکورہ کتابوں کی روشنی میں واضح کیا تو مسئلہ سب پر آشکار ہو گیا۔

حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کے شوال کی رویت ہلال کے فیصلہ پر اعتراض کرنے والے اگر دیانت داری سے کام لیتے تو امت میں نہ یہ اختلاف ہوتا اور نہ یہ خلفشار۔

جاری......



طَیْبَۃُ العُلَمَاءِ

الجامعۃ الامجدیۃ الرضویۃ

بغوسی، من مدیریۃ مئو، الولایۃ الشمالیۃ (الھند)

Mob. 9415250600
Mob. 9161277238

T. O. JAMIA AMJADIA RIZVIA P.O. GHOSI - 275304, Distt. MAU (U.P.) INDIA

Ref. No.............................



Date. 28/05/2021

ماہرین فلکیات نے قواعد ہیئت اور تشریح الافلاک کی روشنی میں سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا مشہور زمانہ حاشیہ ''جدالممتار علی ردالمحتار'' سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جب تک بعد النیرین ۱۰/درجہ تک نہ ہو رویت ہلال ممکن نہیں، اور اسی قاعدۂ فلکیات کی وجہ سے سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بدایوں میں ۳/ یا ۵/لوگوں کی گواہی ہلالِ شوال کی رویت کی ردفرمادی کہ قواعد ہیئت کی رو سے آج رویت ہلال ناممکن ہے، کیوں کہ رویت ہلال کے لیے شمس و قمر کے درمیان کم از کم دس درجہ دوری ضروری ہے۔

جب ہم نے جدالممتار اور فتاویٰ رضویہ میں شائع شدہ رویت ہلال کے رسالوں کا مطالعہ کیا تو یہ واضح ہو گیا کہ یہاں بھی کس چالاکی سے مطلب کی عبارت کو لیا گیا اور جس سے مسئلہ کی پوری وضاحت تھی اس کو چھوڑ دیا گیا۔

میں پہلے ''جدالممتار'' کی عبارت کی وضاحت کرتا ہوں، پھر اسی جدالممتار اور فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں یہ ثابت کروں گا کہ علم فلکیات کے قواعد کی روشنی میں بھی حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کا فیصلہ در بار رویتِ ہلال شوال ۱۴۴۲ھ بالکل حق اور درست ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ جدالممتار میں ارشاد فرماتے ہیں:

''الامر فیہ ان ھنا بابین: باب قواعد رویۃ الھلال، وباب سیر النیرین وطلوعھما وغروبھما ومنازل القمر، الاول: لاعبرۃ بہ، والثانی: یقینی لاشک''۔ (کتاب الصوم: ج:۳/ص:۲۱۶)

ترجمہ:۔ معاملہ یہ ہے کہ یہاں دو باب ہیں: (۱) باب قواعد رویت ہلال (۲) سیر شمس وقمر، ان کے طلوع وغروب اور منازل قمر کا باب، اول کا تو کوئی اعتبار نہیں، اور ثانی بلاشبہ یقینی ہے۔

پھر اسی بابِ ثانی میں آگے ارشاد فرماتے ہیں:

''فان قالت الحساب العلماء العدول بعدم امکان الرویۃ علی الاول وشھدت البینۃ العادلۃ بالرویۃ قبلت''۔ (مرجع السابق)

ترجمہ:۔ تو اگر اہل حساب علمائے عادل باب اول کی بنیاد پر یہ کہیں کہ رویت ممکن نہیں اور گواہ عادل رویت کی شہادت دے تو شہادت قبول کی جائے گی۔

اعلیٰ حضرت نے اہل حساب کے قول کے معتبر ہونے کے لیے قید لگائی ہے کہ وہ عالم ہوں اور اس کے ساتھ عادل بھی ہوں۔ یہ بات سب پر واضح ہے کہ Observatory میں کام کرنے والے کون لوگ ہوتے ہیں، مسلم ہیں کہ

جاری-------


طیبۃ العلماء
الجامعۃ الامجدیۃ الرضویۃ
بغوسی، من مدیریۃ مئو الولایۃ الشمالیۃ (الہند)
Mob. 9415250600
Mob. 9161277238
T. O. JAMIA AMJADIA RIZVIA P.O. GHOSI - 275304, Distt. MAU (U.P.) INDIA
Ref. No..........................
Date 28/05/2021



غیر مسلم، اگر مسلم ہیں تو عالم ہیں کہ نہیں، اگر عالم ہیں تو عادل ہیں کہ نہیں، یہ تو معترض صاحب ہی بتائیں گے۔

پھر آگے سیدنا اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

"وان بنوه على الثانی كمافی المسئلة الثانية فان من المقطوع به الغير المختلف ان الهلال لا يمكن ان يرى عادة مالم يبعد عن الشمس عشر درج، بل اكثر"۔ (مرجع السابق)

ترجمہ:۔ اور اگر باب ثانی کی بنیاد پر کہیں، جیسا کہ مسئلہ دوم میں ہے (والشمس والقمر بحسبان) (والشمس تجری لمستقر لها ذلک تقدير العزيز العليم) تو یہ قطعی امر ہے، جس کے خلاف کبھی نہیں ہوتا کیوں کہ عادۃً رویت ہلال ممکن نہیں جب تک کہ چاند سورج سے دس درجہ بلکہ زیادہ دوری پر نہ ہو۔

یہی عبارت معترضین کے ہاتھ آئی اور انھوں نے دعویٰ کیا کہ اعلیٰ حضرت نے بدایوں کی شہادت رویت ہلال کے بارے میں اسی قاعدۂ علم افلاک کی وجہ سے قبول نہ کیا بلکہ رد کر دیا جب کہ اسی جد الممتار کے اگلے ہی صفحہ پر یہ ارشاد فرمایا کہ بدایوں میں اس سال ۲۸ ر رمضان المبارک کو چاند کی رویت کی گواہی گزری۔ اگر ۲۹ ر رمضان کو وہ گواہی گزرتی تو کیا سرکار اعلیٰ حضرت اس کو بھی رد فرماتے؟ ہرگز نہیں۔

جد الممتار ہی میں "مطلب فی اختلاف المطالع" میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

"فاذا كان فی الموضع الشرقی على فصل ثمان درجة الا دقيقة لم تمكن الروية ويكون فی الموضع الغربی على فصل ثمان درجة مع زيادة دقيقة فامكنت"۔ (جد الممتار ج:۳/ص:۲۳۷،۲۳۸۔ط: دار اهل السنة كراچی)

ترجمہ:۔ چاند جب مشرق کی طرف آٹھ درجہ سے کم فاصلہ پر ہو تو رویت ممکن نہیں اور جب جانب مغرب ہو اور آٹھ درجہ اور ایک دقیقہ سے زیادہ فاصلہ ہو تو رویت ممکن ہے۔

یہاں پر اعلیٰ حضرت صاف تحریر فرما رہے ہیں کہ اگر جانب مغرب آٹھ درجہ سے زیادہ چاند کا سورج سے فاصلہ ہو تو رویت ممکن ہے اور معترضین کے نزدیک ۲۹ ر رمضان ۱۴۴۲ھ کو گھوسی میں چاند اور سورج کے درمیان آٹھ درجہ ۱۳ ر دقیقہ ۱۲ ر ثانیہ فاصلہ تھا تو کیوں کر رویت ناممکن ہوئی۔

جد الممتار کی جن عبارتوں سے معترضین نے گھوسی کی ۲۹ ر رمضان المبارک کی رویت کی تردید کی، جب اس کتاب کے ان ابحاث کو دیکھا گیا تو سمجھ میں آ گیا کہ کس طرح جد الممتار کی عبارتوں سے غلط مفہوم نکال کر علمائے اہل سنت اور عوام اہل سنت کو فتنہ میں مبتلا کیا گیا، جب کہ جد الممتار کے ان اقتباسات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اہل

جاری......



Mob. 9415250600
Mob. 9161277238

طیبۃ العلماء
الجامعۃ الامجدیۃ الرضویۃ
بغوسی، من مدیریۃ مئو، الولایۃ الشمالیۃ (الہند)
T. O. JAMIA AMJADIA RIZVIA P.O. GHOSI - 275304, Distt. MAU (U.P.) INDIA

Ref. No.........................



Date 28/05/2021

حساب کے لیے اعلیٰ حضرت نے عالم ہونے کے ساتھ عادل ہونے کی بھی قید لگائی ہے، ان سب صفات سے متصف اہل حساب بھی اگر ہلال کے عدم رویت کا قول کریں اور رویت پر شہادت شرعی گواہ عادل سے گزر جائے تو شہادت کو قبول کیا جائے گا، نہ کہ اہل حساب کے عدم رویت کے قول کو۔ کیوں کہ رویت ہلال کے باب میں اہل حساب کے قول کا کوئی اعتبار نہیں، جس کی تفصیل ان شاء اللہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے عظیم رسالہ "البدور الاجلۃ فی امور الاہلۃ" اور اس کی شرح میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

پھر خود سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اسی جد الممتار کے اسی کتاب الصوم کی بحث "مطلب فی اختلاف المطالع" میں واضح الفاظ میں ارشاد فرمارہے ہیں کہ اگر چاند جانب مغرب سورج سے آٹھ درجہ سے زائد دوری پر ہو تو رویت ممکن ہے۔

یہ تو جد الممتار کی بحث رہی، ذرا فتاویٰ رضویہ شریف کی بحثوں کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔ سیدنا اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:

"علم ہیئت کی رو سے ۴ر مہینے پے در پے ۳۰ر کے ہو سکتے ہیں اور ۳ر انتیس کے، شریعت مطہرہ میں ہیئت والوں کی اس تحدید استقرائی کا بھی اعتبار نہیں، ثبوت شرعی سے اگر چار مہینے لگاتار ۲۹ر کے ہوں تو مانے جائیں گے"۔

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الصوم، باب رویۃ الہلال، ج:۸ر ص:۲۶۰)

اور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ "البدور الاجلۃ فی امور الاہلۃ مع شرح الادلۃ للبدور الاجلۃ مع حاشیۃ رفع العلۃ عن نور الادلۃ" کے فصل دوم میں ارشاد فرماتے ہیں: (یہ تینوں رسالے سیدنا اعلیٰ حضرت کے ہیں) "فصل دوم ان امور میں جن کا در بارۂ تحقیق ہلال میں کچھ اعتبار نہیں" بیس قمر پر مشتمل۔

(م) قمر ا، ہلال نمبر ۱۶: اہل ہیئت کی بات کا کچھ اعتبار نہیں اگر چہ عادل ہوں، اگر چہ کثیر ہوں، نہ ہی خود اس پر عمل جائز۔

(ش) قمر ا/۱۶: اہل ہیئت وہ لوگ جو آسمانوں کے حال اور ستاروں کی چال سے بحث کرتے ہیں، وہ اپنے حساب سے بتاتے ہیں کہ فلاں دن رویت ہوگی، فلاں مہینہ ۲۹ر کا ہوگا، فلاں تیس کا۔ پھر ان کی بات کہ ایک حساب ہے ٹھیک بھی پڑتی ہے، پر صحیح مذہب میں اس کا کچھ اعتبار نہیں، اگر چہ وہ ثقہ عادل ہوں، اگر چہ ان کی جماعت کثیر یک زبان ایک ہی بات پر اتفاق کرے۔ مثلاً ۲۹ر شعبان کو کہیں: آج ضرور رویت ہوگی، کل تم

جاری......



Mob. 9415250600
Mob. 9161277238

طیبۃ العلماء
الجامعۃ الامجدیۃ الرضویۃ
بغوسی، من مدیریۃ مئو، الولایۃ الشمالیۃ (الھند)

T. O. JAMIA AMJADIA RIZVIA P.O. GHOSI - 275304, Distt. MAU (U.P.) INDIA

Ref. No.......................... Date. 28/05/2021



رمضان ہے، شام کو ابر ہو گیا رویت کی خبر معتبر نہ آئی، ہم ہرگز رمضان قرار نہ دیں گے بلکہ وہی یوم الشک ٹھہرے گا، یا وہ کہیں: آج رویت نہیں ہو سکتی، کل یقینا ۳۰/شعبان ہے، پھر آج ہی رویت پر معتبر گواہی گزری فوراً قبول کرلیں گے اور کچھ خیال نہ کریں گے کہ بر بنائے ہیئت تو آج رویت ناممکن تھی۔

اور اس رسالہ کے اسی قمر کے حاشیہ میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں: اہل تنجیم میں قرار پایا ہے کہ جب تک چاند آٹھ درجے آفتاب سے دور نہیں ہوتا ہرگز نظر نہیں آتا، صرح بہ الفاضل الرومی اور جب بارہ درجے جدا ہوتا ہے ضرور نظر آتا ہے، نص علیہ علامۃ الشریف، پھر وہ ۲۹/تاریخ مغرب کی تقویم یعنی اس وقت فلک بروج سے شمس وقمر کے مواضع نکال کر فصل دیکھتے ہیں، اگر آٹھ درجہ سے کم پایا حکم لگا دیا کہ آج رویت ہرگز نہ ہوگی اور ۱۲/ یا ۱۲/ سے زائد دیکھا تو جزم کر دیا کہ ضرور ہوگی، اور اس کے مابین معلوم ہوا تو رویت ہلال مشکوک رکھتے ہیں، فقیر نے بارہا دیکھا کہ ۲۹/کی مغرب کو قمر ۱۲/درجے سے بہت زیادہ دور ہے پھر بھی انھوں نے کل کی رویت رکھی۔ خیر یہاں یہ کہنا ہے کہ حکمائے یونان ان کے قواعد وضع کر چکے خود بھی ان پر مطمئن نہیں۔ تصریح کرتے ہیں کہ احوال قمر کا آج تک انضباط نہ ہوا، پھر ایسے شاک وشاک فی انہ شاک بات کا کیا اعتبار۔

مزید ارشاد فرماتے ہیں: ہم بحمد اللہ تعالیٰ ولہ المنۃ اپنے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی امی امت ہیں، ہمیں کسی کے حساب کتاب سے کیا کام، جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا حساب سنیں، نہ تحریر مانیں، نہ قرائن دیکھیں، نہ اندازہ جانیں۔

اور قمر ۱۷ میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اخیر میں دو ایک رات ضرور بیٹھتا ہے پر شریعت میں اس پر مدار حکم نہیں''۔
(ش) قمر ۱۷: ''مہینہ ۲۹/کا ہوتا ہے تو ایک رات بیٹھتا ہے، تیس کا ہو تو دو رات، پھر آج صبح طلوع شمس سے پہلے چاند جانب شرق نظر آیا تھا اور آج شام کی نسبت شہادت شرعی رویت پر گزری، بلاشبہ قبول کی جائے گی اور یہ لحاظ نہ ہوگا کہ آج صبح تک تو چاند موجود تھا بن ڈوبے کیوں کر ہلال ہو گیا''۔

اس کی شرح میں سرکار اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں: ''چاند سورج دونوں کی اپنی چال مغرب سے مشرق کو ہے، اور حرکت یومیہ جس کے بسبب طلوع وغروب روزانہ ہوتا ہے مشرق سے مغرب کو تو چاند صبح کے وقت جب ہی نظر آئے گا کہ سورج کے پیچھے ہو، یعنی جانب مغرب ہٹا ہوا ہو کہ اگر جانب مشرق بڑھا ہو تو آفتاب اس سے پہلے طلوع کرے گا، صبح کے وقت چاند آفتاب سے بھی زیادہ زیر زمین اترا ہوگا نظر کیوں کر آئے، اور جب پیچھے ہو تو اُفق مشرقی پر سورج سے پہلے

جاری------


Mob. 9415250600
Mob. 9161277238

طیبۃ العلماء
الجامعۃ الامجدیۃ الرضویۃ
بغوسی، من مدیریۃ مئو الولایۃ الشمالیۃ (الہند)

T. O. JAMIA AMJADIA RIZVIA P.O. GHOSI - 275304, Distt. MAU (U.P.) INDIA

Ref. No.........................



چمک آئے گا، آفتاب ہنوز زیرزمین ہوگا تو نظر آسکتا ہے بشرطیکہ ۸؍درجے سے کم نہ ہو، ورنہ اتنے قرب میں سورج کی شعاعیں اسے چھپالیں گی، نظر کام نہ کرسکے گی۔ اسی طرح شام کو مغرب میں جب ہی نظر آتا ہے کہ سورج کے آگے یعنی جانب مشرق بڑھا ہو کہ اگر جانب مغرب ہٹا ہوگا تو سورج سے پہلے ڈوب جائے گا اور جب آگے ہے تو افق غربی پر بعد غروب آفتاب باقی ہے تو نظر آنا ممکن بشرطیکہ ۸؍درجے سے کم فصل نہ ہو۔ جب یہ بات سمجھ لی تو اگر آج صبح کو نظر بھی آئے پھر شام کو ہلال بھی ہو تو لازم ہے کہ صبح کو آٹھ درجے پیچھے تھا شام کو لااقل ۸؍درجے آگے ہو گیا، چار پہر میں سولہ درجے طے کر گیا، حالاں کہ وہ کبھی آٹھ پہر کامل میں بھی اتنا نہیں چلتا، اس وجہ سے ہیئت والے اجتماع رویت صبح وشام کو ناممکن کہتے ہیں مگر جب ثبوت شرعی ہو تو انکار کا کیا یارا۔ ان اللہ علی کل شیء قدیر۔

(فتاویٰ رضویہ: ج:۸/ص:۱۳۲۱/تا ۳۳۳، امام احمد رضا اکیڈمی)

فتاویٰ رضوی شریف میں رویت ہلال سے متعلق جو رسائل موجود ومطبوع ہیں ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ رویت ہلال کے باب میں اہل تنجیم کے اقوال کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں، اگرچہ سب عادل ہونے کے ساتھ یک زبان ایک ہی بات پر اتفاق کریں اور یہ بھی واضح ہوا کہ رویت ہلال اس وقت ممکن ہے جب چاند سورج سے ۸؍درجہ سے زائد فاصلہ پر ہو اور معترضین نے اس بات کا خود اعتراف کیا کہ اس دن گھوسی میں نیرین میں ۸؍درجہ ۱۳؍دقیقہ ۱۲؍ثانیہ کا فاصلہ تھا۔

معترض نے اپنے ایک پوسٹ میں اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اعلیٰ حضرت نے ''المینک بک'' (جو گرینچ رصدگاہ سے تیار ہو کر شائع ہوتی ہے، جس میں ستاروں کی چال لکھی ہوتی ہے) کا اعتبار کیا ہے اور اس کے بارے میں فرمایا کہ ''المینک ایک اعلیٰ ستارہ بیں ہے'' اور اس پر بھروسہ بھی کیا ہے۔

جب معترض کے اس دعویٰ کے ثبوت کے لیے میں نے فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ معترض نے یہاں بھی صریح خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے عوام اہل سنت کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہا کہ فتنہ عام سے عام تر ہو جائے اور سب کی سمجھ سے بالاتر ہو جائے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ معترض نے گھوسی کے بعد نیرین کی معلومات حاصل کرنے کے لیے کس پر بھروسہ کیا ہے۔

میں معترض کے ازالۂ فریب کے لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی ان عبارات اور اقتباسات کو آپ کے مطالعہ کے لیے پیش کروں تاکہ آپ حضرات خود فیصلہ کرسکیں کہ کیا ۲۹؍رمضان المبارک کو ہلالِ

جاری......

طیبۃ العلماء
الجامعۃ الامجدیۃ الرضویۃ
بغوسی، من مدیریۃ مئو الولایۃ الشمالیۃ (الھند)



Mob. 9415250600
Mob. 9161277238

T. O. JAMIA AMJADIA RIZVIA P.O. GHOSI - 275304, Distt. MAU (U.P.) INDIA

Ref. No..........................



Date. 28/05/2021

شوال کی رویت پر عادل شاہدوں کی گواہی کو قبول کر کے حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کا عید کرنے کا فیصلہ صحیح تھا یا معترضین کا ان کے فیصلہ پر اعتراض کرنا درست تھا۔

سیدنا اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳۰؍ میں ''تشریح افلاک وعلم توقیت وتقویم'' مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور، میں شیخ علاؤالدین صاحب میرٹھی کے علم فلکیات اور اس کے قواعد اور علم ہیئت اور المینک بک سے متعلق مختلف سوالوں کے جواب میں تحریر فرمایا:

''المینک ایک اعلیٰ ستارہ بیں ہے، اس سے ملاحظہ کیجیے جس وقت اس نے دو کوکبوں کا قران لکھا ہے، اگر ان میں ایک قمر ہے تو اس کی تقویم وقت قران کے لیے تعدیل ما بین السطرین سے لیجیے اور دوسرے کے اس قاعدہ سے ملاحظہ ہو، دونوں میں کتنا فرق آتا ہے''۔

پھر آگے تحریر فرماتے ہیں: ''ایک قول فیصل عرض کروں دو حال سے خالی نہیں، ستارہ بیں سے جو تقویم نظر آئی تقویم محسوب بقاعدۂ مولوی صاحب سے مطابق ہوگی یا مخالف، اگر مخالف ہو جب تو صحت قاعدہ کا ثبوت ہی نہ ہوا اور مطابق ہو تو اور الٹی غلطی، قاعدہ کا ثبوت ہو گیا کہ انکسار کدھر جائے گا اور اختلاف منظر کدھر جائے گا، تقویم مرئی کبھی تقویم حقیقی کے مطابق نہیں ہوتی حتی کہ اس وقت بھی کہ کوکب دائرۂ نصف النہار پر ہو مگر صرف اس حالت نادرہ میں کہ عین سمت الراس پر ہو''۔

مزید فرماتے ہیں: ''یہ فرمان اس بنا پر ہے کہ شاید ستارہ بیں قواعد رسالہ کی غلطی ثابت کرے تو کس سے اطمینان فرمائیں، سو اس قاعدہ کے جو میں نے جناب سے گزارش کیا اور معمول ہیئت جدیدہ ہیکہ تقریب سے قریب ہوتا ہے مگر تحقیق سے دقیقہ تک تفاوت لاتا ہے، **قواعد کہ فقیر نے استنباط کیے مبرہن ببراہین ہندسیہ ہیں، اگر ان کے خلاف بتائے تو یقینا آلہ غلط ہے نہ کہ براہین''**۔

اور فتاویٰ رضویہ کے اسی جلد کے اسی رسالہ میں سرکار اعلیٰ حضرت سے ایک اور سوال شیخ علاؤالدین صاحب میرٹھی نے کیا، میں من وعن اس سوال وجواب کو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

مسئلہ:۔ مطالع استوائیہ کواکب جو المینک میں مرقوم ہیں وہ صحیح اور حقیقی مطالع ہیں یا نہیں اور باعتبار مرکز زمین استخراج کیے گئے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ المینک میں جو مطالع شمس وقمر وہر کوکب کے لیے ہیں سب بلحاظ مرکز زمین حقیقی اور بقدر کافی تحقیق وصحیح

جاری.......

طیبۃ العلماء
الجامعۃ الامجدیۃ الرضویۃ
گھوسی، مئو الولایۃ الشمالیۃ (الہند)



Mob. 9415250600
Mob. 9161277238

T. O. JAMIA AMJADIA RIZVIA P.O. GHOSI - 275304, Distt. MAU (U.P.) INDIA

Ref. No..........................



Date 28/05/2021

ہیں، مگر ان سے طوالع حاصل کرنا شمس میں ہمیشہ تقویم سے مطابقت لائے گا اور دیگر کواکب میں نادر، اکثر اختلاف دے گا، جس کی مقدار نصف درجہ سے بھی زائد ہوگی، وجہ یہ ہے کہ یہ مطالع حقیقۃً مطالع اجزاء منطقۃ البروج ہیں کہ انھیں کے میل و بعد عن الاعتدال الاقرب سے اخذ کیے جاتے ہیں، شمس دائما ملازم منطقہ ہے تو اس کی تقویم ہمیشہ نفس منطقہ پر ہوتی ہے اور وہی طوالع مطالع ہیں، بخلاف دیگر کواکب کے کہ اپنے تمام دورہ میں صرف دو بار منطقہ پر آتے ہیں، جب کہ اپنے راس و ذنب پر ہوں یا متحیرات کے باعث دو چار بار اور اسی وقت تقویمی مطالع ان کی تقویم ٹھیک بتائے گی یا اس وقت کہ کوکب مارہ بالاقطاب الاربعہ پر ہو کہ اب میلیہ و عریضہ متحد ہو جائیں گے باقی اوقات اختلاف دے گی"۔ (فتاویٰ رضویہ ج: ۳۰ رص: ۱۱۸ رتا ۱۲۱، م رضا فاؤنڈیشن لاہور)

سرکار اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ تشریح الافلاک سے بھی یہ بات خوب واضح ہوتی ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت نے المینک بک (جو گرینچ رصدگاہ سے شائع ہوتی ہے) کے بارے میں صرف یہی کہا کہ المینک ایک اعلیٰ ستارہ بیں ہے، اس سے یہ لازم کہاں آتا ہے کہ آپ نے اس پر بھروسہ بھی کیا، زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوا کہ سورج کے بارے میں اس کی معلومات صحیح و درست ہے اور باقی کواکب کے طوالع کی معلومات قابل بھروسہ نہیں، بلکہ اکثر ہی ان کے بارے میں طوالع کی معلومات غلط ہیں، اور خود سرکار اعلیٰ حضرت نے "البدور الاجلة فی امور الاهلة" کے حاشیہ میں صاف لفظوں میں ارشاد فرمادیا کہ "حکمائے یونان ان کے قواعد وضع کر چکے خود بھی ان پر مطمئن نہیں، تصریح کرتے ہیں کہ احوال قمر کا آج تک انضباط نہ ہوا" پھر کیوں کر "المینک بک" قابل بھروسہ ہوگی۔

ان تمام شواہد اور اقتباسات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ باب رویت ہلال میں نہ قواعد علم فلکیات کا اعتبار، نہ اصول ہیئت قابل التفات، بلکہ صرف اور صرف اصول شرع متین بالیقین قابل یقین و لائق اتباع۔

اور اگر علم فلکیات کا اعتبار رویت ہلال کے باب میں ہے تو پھر چاند دیکھنے کی مشقت کیوں، پھر تو آج ہی وہ صدیوں کی عید کی تاریخ کا اعلان کیوں نہیں کر دیتے، کیوں کہ ان کے نزدیک گواہیاں ہی ناقابل قبول اور بے کار ہیں جب کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے ہی ارشاد فرمادیا "صوموا الرؤیته وافطروا الرویته فان اغمی علیکم فاقدروا له ثلاثین"۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان لرویۃ الہلال) کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو اگر تم سے پوشیدہ رہ گیا تو تیس مکمل کرو۔

اس حدیث میں "اغمی" کا لفظ سرکار نے ذکر کیا ماطلع کا لفظ نہیں جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ چاند طلوع تو ہوا

جاری......

طیبۃ العلماء
الجامعۃ الامجدیۃ الرضویۃ
بغوسی، مدیریۃ مئو، الولایۃ الشمالیۃ (الہند)



Mob. 9415250600
Mob. 9161277238

T. O. JAMIA AMJADIA RIZVIA P.O. GHOSI - 275304, Distt. MAU (U.P.) INDIA

Ref. No........................ Date 28/05/2021



مگر کسی وجہ سے تم سے چھپا رہ گیا تو تیس مکمل کرو۔

اور معترض کا یہ کہنا کہ ''میں تو اپنے امام کو سچا مانتا ہوں، آپ امام کو سچا مانتے ہیں یا گواہ کو، تو میں صاف لفظوں میں یہ کہہ دوں کہ اپنے امام کو ماننا یہ نہیں ہے کہ امام کی کتابوں سے ادھوری عبارت پیش کر کے اپنی خواہشات نفسانی کی اطاعت کی جائے اور اپنے قلبی عناد کو پروان چڑھایا جائے بلکہ امام کو سچا ماننا یہ ہے کہ امام کی پوری بات پوری امانتداری اور دیانتداری کے ساتھ پیش کر کے عوام اہل سنت کی صحیح رہنمائی کی جائے۔ معترض صاحب کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ "أتؤمنون ببعض الكتاب و تكفرون ببعض" کی صفت سے متصف نہ ہو کر اپنی دینی ذمہ داریوں کو پوری دیانتداری سے ادا کریں۔ الحمد للہ! ہم امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلی حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی نسبت غلامی پر فخر کرتے ہیں اور نسلا بعد نسل ان کی بارگاہ کے جاروب کش ہیں۔

اب اخیر میں معترضین حضرات کی بارگاہ میں چند معروضات پیش ہیں امید کہ تشفی بخش جواب سے نوازیں گے۔

★ (۱) ۲۹؍رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ کو گھوسی کے خط استواء سے میل شمس جانب شمال تھا یا جانب جنوب اور کتنے درجہ تھا۔

★ (۲) اور اسی دن خط استواء سے بُعد قمر جانب شمال تھا یا جانب جنوب اور کتنے درجہ۔

★ (۳) کسی شہر کا عرض البلد اور طول البلد نکالنے کا کیا قاعدہ ہے۔

★ (۴) کیا کسی ویب سائٹ پر موجود کسی شہر کے بعد النیرین کے حساب کا اعتبار ہوگا یا نہیں۔

★ (۵) سرکار اعلیٰ حضرت کے ذکر کردہ قیود ''ان قالت الحساب العلماء العدول'' کا اعتبار ہوگا یا نہیں۔

★ (۶) خود سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بدایوں کی شہادت کو رد کرنے کی جو وجہیں جد الممتار میں لکھی ہیں اس کے طریق پنجم میں ارشاد فرماتے ہیں: ہمارا یہ موجودہ شوال ان شاء اللہ ۳۰؍دن کا ہوگا، روز جمعہ اگر آسمان صاف رہا تو سب دیکھ لیں گے کہ چاند نہیں، تو ان کے حساب سے لازم آئے گا کہ شوال ۳۱؍دن کا ہو اور یہ محال ہے۔

اعلیٰ حضرت کی تحریر کی روشنی میں کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ۲۹؍ کی شہادت ہوتی تب بھی اعلیٰ حضرت یہ طریق پنجم لکھتے ہیں۔

از: ابو یوسف محمد قادری ازہری
خادم طیبۃ العلماء جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی
۱۶؍شوال المکرم ۱۴۴۲ھ/ ۲۸؍مئی ۲۰۲۱ء